اسلام کی بقاء وفروغ کے لیے صحابیات کا مجاہدانہ کردار دورِ حاضر کی خواتین کے لیے مشعلِ راہ

شائستہ کفیل

بحریہ فاؤنڈیشن کالج، ناظم آباد

تلخیص المقالہ

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے عورت کو ہر حیثیت سے عزت اور بلند مقام عطا کیا کیونکہ عورت اسلامی معاشرے کا ایک اہم اور بنیادی حصہ ہے جو معاشرے کی ترقی میں منفرد انداز سے اہم کردار ادا کرسکتی ہے اور بہترین نسل کو پروان چڑھا سکتی ہے کیونکہ نسل کی بہترین تعلیم و تربیت ہی اصل میں اسلامی معاشرے کے امن وسکون کی ضمانت ہے نہ صرف یہ کہ نسلوں کو بہترین طرز پر پروان چڑھا سکتی ہے بلکہ معاشی ومعاشرتی، علمی ومذہبی اور عملی میدانوں میں بھی اپنی جائز حدود میں رہتے ہوئے (جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے متعین کی ہیں) ترقی اور سلامتی کی ضامن ہوسکتی ہے اور ناگزیر حالات میں مردوں کے شانہ بشانہ معرکہ آرائی میں بھی ساتھ دے سکتی ہے۔ مذکورہ بالا صحابیات کے کارنامے کو بتانے کا خاص مقصد یہ ہے کہ خواتین اِن صحابیات کی سیرت کا مطالعہ کرکے بلخصوص اِن کی علمی، مذہبی، معاشرتی اور عملی کارناموں کا مطالعہ کرکے اپنے لیے صحیح راہیں متعین کریں اور غور کریں اپنی زندگی پر کہ وہ آج کس مقام پر ہیں؟

Abstract

Islam is the religion which has given a woman higher position and respect in every way, because a woman is a very important and basic part of the society, who plays a unique and vital role in the society and can nurture the generation in far better ways. A generation's proper education and nurturing is Islamic society's source for peace and prosperity. Not only does she up-brings the generation in the best possible way but she also helps in the development of momentary, social, educational and religious field. She plays her role by staying in her limits (which Allah and His Prophets have suggested). In unavoidable circumstances she can also go abreast with men in every way. The main reason for mentioning the achievements of the following *'Sahabeeyat'* is that women should go through the life history of these *'Sahabeeyat'* especially their education, religious,social and practical achievements and select the right path and think that where do they stand in their lives.

عورت نصف انسانیت اور نصف حیات ہے، مرد کی رفیقہ اور گھر کی نگہبان ہے، وہ مرد کی ہمدوش بھی ہے اور مرد کے ماتحت بھی ہے یہ آزادی اور شرف تو ہمارے دینِ اسلام نے خواتین کو چودہ سو سال پہلے ہی عطاء کردی تھی مگر بدقسمتی سے ہمارے موجودہ دور کا جو المیہ ہے وہ علمِ دین سے مسلمانوں کی اکثریت کی لاتعلقی اور دوری ہے اور علمِ دین کو صرف علماء تک محدود رکھنے کا غلط تصور اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کررہا ہے، جب کہ ہمارے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق علم کی طلب (انفرادی طور پر) ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، مگر ہمارے یہاں مسلمانوں کی اکثریت اِس فرمانِ رسول ﷺ کو فراموش کرتی جارہی ہے اور علمِ دین سے رجحان مفقود ہوتا جارہا ہے جس کی وجہ سے اسلام دشمن قوتوں نے ہماری اس لاعلمی کا بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور اسلام

کی غلط تشریح کے لیے ہمارے سب سے پس ماندہ اور ناخواندہ علاقوں کو چنا ہے کیونکہ اہلِ علم پر تو اِن دشمنوں کا وار نہیں چل سکتا لہٰذا اِن کی سازش کا شکار صرف ناخواندہ طبقہ ہی ہوا ہے اور اسلام کی غلط تشریح میں جن دو محاذوں پر کام ہو رہا ہے اِن میں ایک ''جہاد'' کی غلط تشریح دوسرے خواتین کی تعلیم و تربیت پر ''پابندی'' اِن دو محاذوں کو لے کر جتنا زہر اسلام کی اصل روح میں بھرا جا رہا ہے اور ظلم و بربریت کا جو بازار گرم کر رکھا ہے اِس سے آج عالم اسلام کے مسلمانوں کے سر ندامت سے جھک رہے ہیں۔ اسلام دشمن عناصر جس ''اسلام'' کی ترغیب بھولے بھالے ذہنوں کو دے رہے ہیں اِس سے بچاؤ کے لیے اِن ناخواندہ لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے آگاہی کی ضرورت ہے اور اِس امر کی فوری ضرورت ہے کہ وہاں علم کی فراہمی اور تحصیل کو یقینی بنایا جائے تاکہ سیدھے سادھے لوگ اسلام کی اصل تعلیمات یعنی امن سے واقف ہو سکیں اور اسلام دشمن عناصر کا آلۂ کار نہ بن سکیں۔ اسلام کے نام پر خواتین کو چہار دیواری میں قید کرنے کا جو نیا فلسفہ دے رہے ہیں یہ سراسر اصل اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ خواتین کو قرآن نے چند نازیبا اُمور سے ضرور روکا ہے سورۃ الاحزاب کی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وقرن فی بیوتکن و لا تبرّجن تبرّج الجاهلية الاولیٰ (سورۃ الاحزاب:۳۳)[۱]

ترجمہ:

''اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلے جاہلیت کے دنوں میں اظہار تجمل کرتی تھیں اِس طرح زینت نہ دکھاؤ۔'' (القرآن)

اِس نصّ قرآنی کا حکم بالخصوص اُمہات المومنین اور بالعموم تمام مسلمان خواتین کے لیے ہے کہ جس طرح دورِ جاہلیت میں مشرکین کی خواتین فارغ اوقات میں بناؤ سنگھار کر کے گھروں سے باہر غیر مردوں کو لبھانے کے لیے نکل جاتی تھیں اور اوباش اور بدقماش قسم کے لوگوں کا نشانہ بنتی تھیں تو مسلمان عورتوں اور اُمّہات کو اس فعل سے روکا گیا کہ بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں نہ ہی اپنے بناؤ سنگھار کو غیر مردوں پر عیاں کریں کیونکہ عورتیں اگر بن ٹھن کر ایسے لوگوں کے سامنے آئیں گی جو منفی خواہشات رکھتے ہیں اور جن کے داعیاتِ نفس کو ابدی حرمت نے پاکیزہ اور معصوم جذبات سے مبدّل بھی نہیں کیا ہے تو لامحالہ اس کے اثرات وہی ہونگے جو متقاضۂ بشریت ہیں۔[۲] ضرورت کے وقت گھر سے نکلیں اور قرآن کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق نکلیں جو سورۃ الاحزاب ہی کی آیت نمبر ۵۹ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو بتایا ہے کہ:

یدنین علمین مین جلا بیبهن ذالک ادنی ان یعر فن فلا یو ذین (سورۃ الاحزاب:۵۹)[۳]

ترجمہ:

''(باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا لیا کریں۔ یہ امر اِن کے لیے موجب شناخت ہو گا تو کوئی

انکو ایذا نہ دیگا۔''

یہ آیت عورت کے گھر سے باہر نکلنے کے کچھ اصول اور ضابطے بتا رہی ہے۔ خواتین کو گھر سے ضرورت کے تحت نکلنے سے روک نہیں رہی۔ اگر ہم ذرا غور کریں تو ان آیات کا مقصد عورت کو قید کرنا نہیں بلکہ گھر سے ضرورت کے تحت نکلنے کے لیے کچھ اصول سکھانا اور ساتھ ہی ساتھ فتنوں سے بچانا ہے کیونکہ اگر اِن آیات کا مقصد عورت کو قید کرنا ہوتا تو ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ جو ابدی و دائمی اور مکمل شریعت کے ساتھ بھیجے گئے تھے اِن کی تعلیمات میں بھی ایسا ہی نظر آتا یا پھر ان (رسول ﷺ) کی تربیت کے اصولوں میں اس کی جھلک نظر آتی، بجائے اِس کے رسول کریم ﷺ نے جتنے پیارے اور سنہرے اصول عورتوں کے حقوق کے حوالے سے وضع کئے ہیں انکی دنیا کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

اسلام میں عورت کو جو شرف اور اعلیٰ مقام حاصل ہوا وہ دنیا کی بڑی سے بڑی تہذیب یافتہ قوموں میں بھی عورت کو حاصل نہ ہوسکا۔ مغربی دنیا نے آزادی نسواں کا جو ڈھونگ رچایا وہ انتہا سے زیادہ بھونڈا ہے کیونکہ وہاں پر آزادی کے نام پر عورت کو جسطرح بیوقوف بنا کر اِس کو غلط استعمال کیا جا رہا ہے اِس کی بدترین مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ مغربی دنیا نے عورت کو آزادی تو دے دی مگر ایک ماں، بیوی، بیٹی، بہن کے روپ میں اِس کی کوئی حیثیت متعین نہیں کی کوئی تحفظ نہیں دیا گیا بلکہ آزادی کے نام پر ہوس پرستی کا بازار گرم ہے جبکہ اسلام نے ہر حیثیت سے عورت کے تقدس کو شرف و دوام بخشا ہے اور ہر لحاظ سے اسے تحفظ فراہم کیا ہے۔

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف ہے۔ مشرق میں عورت دامنِ تقدس کا داغ ہے روما اِس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے، یونان اسکو شیطان کہتا ہے، تورات اِس کو لعنتِ ابدی کا مستحق قرار دیتی ہے، کلیسا اِس کو باغِ انسانیت کا کانٹا تصور کرتا ہے، یورپ تو اِس کو خدا یا خدا کے برابر مانتا ہے۔[۴]

جبکہ اسلام کا نقطۂ نظر عورتوں کے معاملے میں دیگر اقوامِ عالم سے قدرے مختلف اور اعلیٰ ہے، رسول کریم ﷺ کی لازوال تعلیمات نے ہمیں مساوات کا ایسا درس دیا ہے کہ آزادی اور حقوق سے متعلق مرد و عورت ہر دو میں سے کسی کی تخصیص نہیں کی گئی۔ عورت کی ہر حیثیت کو بڑے خوبصورت اور اعلیٰ طریقے سے متعین کیا وہیں یہ بھی باور کروا دیا گیا کہ عورت وہ مقدس ہستی ہے کہ جس سے اللہ کے برگزیدہ انبیاء و رسول پیدا ہوئے جس سے اولیاء و صالحین اور شہداء پیدا ہوئے جب ایسی جلیل القدر ہستیوں کو عورت نے جنم دیا اور اُن کی پرورش و تربیت کی اور اِن تربیت پانے والی ہستیوں نے پیغامِ امن دیا حسنِ اخلاق و کردار سے لوگوں کو زیر کیا، تو خود اِن خواتین کا اخلاق کیا ہوگا؟ اِس تصور کی بالکل صحیح عکاسی صرف اور صرف اسلام نے ہی پیش کی ہے کہ

اگر ہم مہذب قوم بننا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنی خواتین کو مہذب بنانا ہوگا اپنی سوچوں کو عورتوں کے معاملے میں مثبت کرنا ہوگا نہ کہ عورت کو محکوم کر کے، اُسے مقید کر کے، اُسکی تعلیم پر پابندی لگا کر، خواتین کے اسکولوں کو جلا کر ہم کس تہذیب کی تقلید کررہے ہیں؟ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی عکاسی نہیں ہے بلکہ یہ تو اسلام کی اصل روح کو ختم کردینے کی سازش ہے کہ خواتین کی درسگاہوں کو جلا کے یا بم دھماکوں کے ذریعے تباہ کر کے عورتوں کو ہمیشہ کے لیے جہالت کے اندھیروں میں دھکیل دیا جائے اور اسلام دشمن عناصر کے جو مقاصد ہیں وہ اس میں کامیاب ہوجائیں کیونکہ گھر کی چار دیواری میں قید رہنے اور خارجی دنیا سے یکسر لاتعلقی خواتین میں زندگی کے میدانوں کا شعور اور مالی مسائل کو سمجھنے کی صلاحیتیں کمزور کردے گی اور اس طرح عورت زندگی کے ہر شعبے میں مفلوج ہوکر رہ جائے گی، خواتین جتنی باشعور اور باصلاحیت ہونگی انکی نسلیں اتنی ہی باشعور اور باصلاحیت ہونگی جس قوم کی خواتین جتنی کمزور اور مفلوج ہونگی وہ قوم اتنی ہی کمزور اور مفلوج ہوگی۔ یہ بڑا اہم نقطہ ہے اور ہمارے ہاں کی خواتین کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ اپنی علمی، مذہبی، معاشرتی وسیاسی صلاحیتوں کے ذریعے دیگر اُمور کو انجام دینے کے ساتھ ساتھ اپنی نسلوں کو بہترین قدروں پر پروان چڑھائیں کیوں کہ انہی کی تربیت سے اچھا پُرامن اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

اپنی اپنی حدود میں رہتے ہوئے خواتین معاشرتی، معاشی، سیاسی، علمی، عملی غرض ہر لحاظ سے دین وملت کی ترویج اور بقاء کیلیئے کام کرسکتی ہیں اور انہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں اُنہیں دی ہیں اُن کو جائز طریقے سے میدانِ عمل میں استعمال کریں۔ دینِ اسلام نے مفلوج زندگی گزارنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ مذکورہ بالا شعبہ ہائے زندگی میں اپنا مثبت کردار ادا کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ ناگزیر حالات میں اپنی اپنی صلاحیتوں کے پیشِ نظر جہاد تک میں عورت کو شرکت کرنے کا حکم دیا ہے۔

اگر ہم سیرتِ رسول ﷺ اور سیرت صحابیات کا مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ (اسلام کے آئیڈیل دور، دورِ رسالت میں عورت کی ہمہ جہت اور ہر گوشۂ زندگی کی بھرپور اور مکمل تصویر نظر آرہی ہے کہ کس طرح خواتین کو آزادی تھی اور اجازت تھی کہ اُنہوں نے دورِ نبوی ﷺ میں مختلف جہادوں میں اپنا کردار ادا کیا اور تاریخ صحابیات اِن برگزیدہ خواتین کی علمی، مذہبی، معاشرتی، سیاسی اور عملی کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ میں یہاں اختصار کے ساتھ چند صحابیات کی مجاہدانہ صلاحیتوں کا ذکر کرونگی جنہوں نے دینِ اسلام کی بقاء کے لیے مشکل وقت میں کس طرح گھر سے باہر نکل کر میدانِ جہاد میں کارنامے انجام دیئے اور کس طرح اسلامی فوج میں شامل ہوکر اپنی طبیعت اور مزاج سے ہم آہنگ کاموں میں مردوں کے شانہ بشانہ شرکت کی اور مختلف حیثیتوں سے کام کیا مثلاً خواتین زخمیوں کی مرہم پٹی، تیمار داری اور انکی منتقلی، کھانا پکا کر اصحاب تک پہنچانے کے کاموں پر معمور تھیں تو کچھ صحابیات جنگی یعنی لڑنے اور قتال کی صلاحیتیں رکھتی تھیں اُنہوں نے ناگزیر حالات میں غزوات وجنگوں میں اپنی

اِن صلاحیتوں کے بھر پور دلیرانہ جوہر بھی دکھائے اور اِن ناگزیر حالات میں آپ ﷺ نے اُنہیں اِس عمل سے نہ روکا اور نہ ہی کسی قسم کی پابندی لگائی۔

چند مجاہدہ اصحابیات کے نام اور مختصراً کارنامے درج ذیل ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی کی صاحبزادی ہیں آپؓ کی والدہ کا نام ہالہ تھا جو وہیب بن عبدالمناف کی صاحبزادی تھیں۔ آپؓ رسول کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں آپؓ کا نکاح حارث بن حدب بن امیہ سے ہوا بعد میں آپؓ عوام بن خویلد بن اسواد بن عبدالعزیٰ کی نکاح میں آئیں۔[۵]

غزوۂ اُحد میں انکی جرات و ہمت اور دلیرانہ اوصاف بخوبی نظر آتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے شکست کھائی تو وہ مدینہ سے نکلیں اور نہایت بہادری سے میدان جہاد میں دوڑتی ہوئی آئیں اور عتاب آمیز لہجے میں صحابہؓ سے کہتی تھیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چل دیئے''۔ آنحضرت نے جب انکو آتے دیکھا تو حضرت زبیرؓ سے فرمایا کہ حمزہؓ کی لاش نہ دیکھنے پائیں، حضرت زبیرؓ نے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا، بولیں کہ میں اپنے بھائی کا ماجرا سن چکی ہوں لیکن خدا کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اجازت دی تو لاش کے پاس گئیں اور عزیز بھائی کی لاش کے ٹکڑے دیکھ کر خاموش ہوگئیں۔[۶] (اس روایت میں آپؓ کے بلند حوصلہ ہونے کی اعلیٰ مثال قائم ہے) جنگ اُحد میں حضرت حسانؓ شامل نہیں ہوئے تھے اور رسول کریمؐ مدینہ سے کسی غزوۂ کے لیے تشریف لیجاتے تو حضرت حسانؓ کے مکان میں تمام ازواج اور اپنی دیگر عورتوں کو چھوڑ جاتے تھے کیونکہ حضرت حسانؓ کے مکانات مستحکم و مضبوط تھے۔[۷] غزوۂ احزاب میں جب یہودی آکر قصر کی دیوار سے چمٹ کر خبریں سننے لگے تو حضرت صفیہؓ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا کہ اُتر کر اس یہودی کا قتل کر آؤ۔ گویا حسانؓ اس سے خوفزدہ ہوئے اور انہوں نے عذر کیا۔ اس کا سبب اہل شہر کے نزدیک ان کی جسمانی یا قلبی کمزوری تھی جو کسی مرض میں مبتلا رہنے کی وجہ سے ان میں پیدا ہوگئی تھی انکے اس جواب پر وہ دلیر خاتون فوراً اُٹھیں اور خیمے سے ایک چوب اُکھاڑی قلعے سے باہر آئیں اور اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ وہ وہیں ڈھیر ہوگیا اس کے بعد نہایت دلیری اور جرأت مندانہ طریقے سے اس یہودی کا سرتن سے جدا کر کے قلعے سے نیچے پھینک دیا تاکہ یہودی بنی قریظہ کو کٹا ہوا سر دیکھ کر یقین ہو جائے کہ قلعہ کے اندر بھی فوج موجود ہے چنانچہ اُنہیں قلعہ پر حملے کی جرأت نہ ہوسکے۔[۸] اِس طرح اِن شیرِ دل خاتون کی شجاعت اور بے خوفی نے ایک بڑا خطرہ ٹال دیا اور تمام مسلمان عورتوں اور بچوں کو یہودیوں کے دستِ ستم سے بچالیا۔[۹] آپؓ کا وصال ۷۳ برس میں دور عمر فاروقؓ

میں ہوا اور آپؓ کی آرام گاہ جنت البقیع میں ہے۔ [۱۰]

حضرت اُمِّ حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ حارث بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخروم کی صاحبزادی ہیں آپؓ کی والدہ، فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخروم ہیں۔ [۱۱] آپؓ کی والدہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ [۱۲] پہلے شوہر عکرمہ بن ابو جہل کی شہادت کے بعد آپؓ کا نکاح حضرت خالد بن سعیدؓ سے ہوا اس وقت اسلامی لشکر دمشق کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا نکاح کے بعد خالد بن سعیدؓ نے رسم عروسی ادا کیے جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت اُم حکیمؓ نے کہا ''دشمن سر پر کھڑا ہے اور اس سے ہر وقت لڑائی کا خطرہ ہے اس لیے چند دن توقف کر کے اطمینان سے یہ رسم ادا ہو جائے گی تو بہتر ہوگا''

حضرت خالد بن سعیدؓ نے کہا مجھے اس معرکے میں اپنی شہادت کا یقین ہے۔ اُم حکیم خاموش ہوگئیں ایک پُل کے پاس جو آب ''قنطرہ اُم حکیمؓ '' کہلاتا ہے رسمِ عروسی ادا ہوئی۔ [۱۳] اگلے دن صبح رومیوں نے حملہ کر دیا یہاں تک کہ خالدؓ میدان جنگ میں گئے اور شہید ہو گئے حضرت اُم حکیمؓ اگرچہ عروس تھیں تاہم اُٹھیں، کپڑوں کو باندھا اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر کفار پر حملہ کیا، لوگوں کا بیان ہے کہ اُنھوں نے چوب سے سات کافروں کو قتل کیا تھا۔ [۱۴]

ایک روایت میں ہے کہ اُمّ حکیمؓ جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئیں اور دوسری خواتین کے ساتھ ملکر رومیوں کے خلاف بڑی دلیری سے جنگ کی۔ [۱۵] آپؓ کی وفات کا زمانہ تاریخ کی کتابوں میں مذکور نہیں ہے۔ [۱۶]

حضرت امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ کا نام سہلہ بعض روایتوں میں رمیلہ، بعض میں انیفہ اور بعض میں رمیثہ مذکور ہے۔ آپؓ کا شجرہ نسب کچھ یوں ہے۔ اُمّ سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ [۱۷]

حضرت اُمّ سلمٰی بنت زید کی پوتی تھیں، سلمٰی، عبدالمطلب جدّ رسول ﷺ کی والدہ تھیں اِسی بناء پر اُمّ سلیم آنحضرت ﷺ کی خالہ مشہور ہیں۔ [۱۸]

آپؓ کا پہلا نکاح قبولِ اسلام سے پہلے مالک بن نصر سے ہوا جن سے ایک بیٹے حضرت انس بن مالکؓ پیدا ہوئے، قبولِ اسلام کے بعد آپؓ کا دوسرا نکاح حضرت ابوطلحہؓ سے ہوا جن سے دو بیٹے عبداللہ اور ابوعمیر تھے، [۱۹]

غزوات میں امّ سلیم نے نہایت جوش سے حصہ لیا، اس ضمن میں صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ

حضرت اُمّ سلیمؓ اور انصار کی چند عورتوں کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے، جو لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔[20]

غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں کے جمے ہوئے قدم اُکھڑ گئے تھے وہ نہایت مستعدی سے کام کر رہی تھیں، صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیمؓ کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔[21]

جنگ حنین میں بھی شریک تھیں، اس وقت جبکہ عبداللہ بن طلحہ کا حمل بھی تھا۔[22] (یہ روایت ہمارے ہاں کی خواتین کے لیے ایک روشن مثال ہے بالخصوص ان خواتین کے لیے جو حمل کو ایک بیماری یا عارضہ سمجھ کر ہر طرح سے ہمت ہار دیتی ہیں اگر ان بہادر عورتوں کی سیرت پڑھیں تو عین ممکن ہے کہ ان کے حوصلے بلند ہوسکیں کہ اِن صحابیات نے کیسی کیسی حالتوں میں ہجرت کی اور جہاد میں بھی شرکت کر کے مردوں کے شانہ بشانہ کارنامے انجام دیئے۔)

غزوۂ حنین میں وہ ایک خنجر ہاتھ میں لیے ہوئے تھیں۔ حضرت اُمّ سلیمؓ اپنے شوہر ابوطلحہؓ کے ساتھ اس معرکے میں والہانہ ذوق وشوق کے ساتھ شریک ہوئیں۔لڑائی کی ابتداء میں بنو ہوازن کے ماہر تیراندازوں نے مسلمانوں پر اس شدت سے تیر برسائے کہ انکی صفیں درہم برہم ہوگیئں۔ اس وقت رسولِ کریم ﷺ کی پکار پر مسلمان بڑی بے جگری اور پامردی سے لڑے اور حضرت اُمِ سلیمؓ بھی ہاتھ میں خنجر لیے شمع نبوت پر قربان ہونے کے لیے کھڑی تھیں۔لڑائی کا زور کچھ کم ہوا تو ابوطلحہؓ نے حضور ﷺ کو بتایا کہ اُمّ سلیمؓ خنجر ہاتھ میں لیے کھڑی ہیں۔حضورؐ نے ان سے پوچھا تو جواب دیا کہ یارسول اللہ ﷺ کوئی مشرک قریب آیا تو اس کا پیٹ چاک کر دونگی، حضور ﷺ یہ بات سن کر متبسم ہوگئے۔[23]

اس طرح غزوۂ خیبر میں بھی دیگر صحابیات کے ساتھ آپ نے شرکت کی اور زخمیوں کے علاج، مسلمانوں کو تیرُ اُٹھا اُٹھا کر دینے اور ستو گھول گھول کر پلانے کے فرائض انجام دیئے۔[24]

اِس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُمِ سلیمؓ نے غزوۂ اُحد، خیبر اور حنین کے علاوہ کئی دوسرے غزوات میں بھی حصہ لیا ہوگا۔[25]

اُمِّ سلیمؓ کو آپؐ نے جنت کی بشارت دی، فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو مجھکو آہٹ معلوم ہوئی میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انسؓ کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہیں۔[26] آپؓ کا وصال دورِ صدیقی میں ہوا۔[27] سالِ وفات کی بعد میں اربابِ سیر نے تشریح نہیں کی۔

حضرت اُمِّ عطیہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ کا نام نسیبہ بنت حارث تھا۔آپؓ انصار کے قبیلہ ابی مالک بن النجار سے تھیں اس لیے آپؓ کو انصاریہ بھی کہا جاتا ہے۔[۲۸] اُمِّ عطیہؓ اِن خوش نصیب ہستیوں میں سے تھیں جو ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے ہی نعمت اسلام سے بہرہ یاب ہو گئی تھیں۔ قیاس یہ ہے کہ انہوں نے ۱۲ بعثت نبوی ﷺ میں بیعت عقبہء اُولیٰ کے بعد قبولِ اسلام کی سعادت حاصل کی، اس طرح وہ انصار کے ''السابقون الاولون'' میں شامل ہو گئیں۔[۲۹]

اُمِّ عطیہؓ اِن چند خواتین میں سے ایک تھیں جنہیں آپ ﷺ غزوات میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔اہلِ سیر نے بحوالہ طبقات ابن سعد لکھا ہے کہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ تقریباً سات غزوات میں شریک ہوئیں اور گراں قدر خدمات انجام دیں۔[۳۰] آپؓ کی وفات کا سن ارباب سیر نے بیان نہیں کیا اور نہ اولاد کی تفصیل کا علم ہے۔[۳۱]

حضرت رُبیّعِ بنت مُعوّذ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار کی دختر ہیں۔آپ کی والدہ اُم یزید بنت قیس بن زعوراء بن حرام بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہیں۔[۳۲] آپؓ کا شمار انصاری صحابیات میں ہوتا ہے۔[۳۳] حضرت ربیعؓ کے والد اور چچا نے رسول کریم ﷺ کی حرمت کی خاطر جس طرح جان کی بازی لگائی اس کی بناء پر مسلمان ان کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور رحمتِ دوعالم ﷺ بھی ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔[۳۴]

حضرت ربیعؓ اِن خوش قسمت خواتین میں سے تھیں جنہیں رحمت عالم ﷺ غزوات میں لشکر اسلام کے ساتھ رکھتے تھے انہوں نے کئی غزوات میں شرکت کی اور بڑی تندہی سے زخمیوں اور بیماروں کی تیمارداری کرنے اور مجاہدین کو پانی پلانے کے علاوہ کئی اور دوسری خدمات انجام دیں۔[۳۵]

صحیح بخاری میں خود حضرت ربیعؓ سے روایت ہے کہ ہم رسولِ کریم ﷺ کے ہمراہ ہوتیں۔ہم پانی پلاتیں، زخمیوں کا علاج کرتیں اور مقتولین کو واپس لاتی تھیں۔[۳۶]

اسکے علاوہ ۶ ہجری میں بیعتِ رضوان اور صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی حضرت ربیعؓ سرکارِ دوعالم ﷺ کے ساتھ تھیں اور دوسرے جاں نثاران رسول ﷺ کے ساتھ اُنہوں نے بھی بیعت رضوان میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی اور ان سعید اور پاکباز روحوں میں شامل ہوئیں جن کے بارے میں ارشاد خدوندی ہوا کہ!

لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرہ (القرآن سورۃ الفتح)[۳۷]

ترجمہ:

''اے پیغمبر اللہ راضی تھا مومنین سے جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔
آپؓ کی وفات کا سال سیرت کی کتابوں میں مذکور نہیں ہے۔''

حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت اُمِّ حرام اُمِّ سُلیم کی بہن ہیں یہ مشرف بااسلام ہوئیں اور آنحضور ﷺ دستِ مبارک پر بیعت کی صحابی رسول ﷺ حضرت عبادہ بن الصامتؓ کی بیوی ہیں سرزمینِ روم میں اپنے شوہر کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے شہادت کا جام نوش کیا۔ان کی قبر مبارک مقام قبرس میں ہے۔ [۳۸]

حضرت نسیبہ بنت کعبؓ/ اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ کا نام نسیبہ بنت کعب تھا کنیت اُمِّ عمارہ تھی شجرہ نسب کچھ یوں ہے کہ (نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم از بنو مازن بن زنجار) آپؓ کا نکاح زید بن عاصم سے ہوا جن سے آپکے دو بیٹے عبداللہ اور حبیب ہوئے جو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں۔پھر آپ سے غزیہ بن عمرو نے نکاح کیا جن سے تمیم اور خولہ دو بچے ہوئے۔ [۳۹]

نسیبہ بنت کعب معرکوں میں نہایت شیر دل، بہادر اور شجاع عورت تھیں۔جنہوں نے اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دونوں لڑکوں حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ کے ساتھ مل کر کارہائے نمایاں سرانجام دیئے نسیبہ فرماتی ہیں کہ روز احد مشکیزہ اُٹھا کر مسلمانوں کو پانی فراہم کرتی تھیں جب کہ میں نے دیکھا کہ دشمنانِ اسلام کی چیرہ دستیاں بڑھ گئی ہیں اور انہوں نے مسلمانوں پر دراز دستی شروع کر دی ہے تو میں پانی دینے سے رُک گئی اور کافروں کے ساتھ قتال میں مشغول ہوگئی۔ چنانچہ مجھے تیرہ زخم پہنچے اُن میں سے ایک زخم تو سال بھر تک رستا رہا اور اسکا علاج کیا جاتا رہا۔لوگوں نے پوچھا کہ کس نے زخم لگائے تھے؟ انہوں نے کہا ابنِ قمیہ ملعون نے، میں نے اِس پر متعدد وار کیے تھے لیکن وہ دو زرہ پہنے ہوئے تھا جس پر میری ضرب کارگر نہ ہوتی ،نسیبہ فرماتی ہیں کہ اُحد کے دن میں اور میرے دونوں فرزند حضور اکرم ﷺ کے آگے مقابلہ کر رہے تھے اور میرے پاس اس وقت ڈھال نہ تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا! اے ڈھال والے اپنی ڈھال کسی ایسے شخص کو دیدے جو مشغول قتال ہے تو اس نے اپنی ڈھال ہاتھ سے پھینک دی میں نے اس ڈھال کو اُٹھالیا اور حضورِ اکرم ﷺ کے گرد مشرکوں کے حملوں کو روکتی رہی، اُمِّ عمارہؓ کہتی ہیں کہ اس دن مشرکوں نے ایک زخم مجھے ایسا لگایا تھا جس سے خون نہ رکتا تھا۔میری ماں نے میرے زخموں کو باندھا اور کہا اُٹھ اور قتال میں مشغول ہو اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا اے عمارہ کی ماں! جو طاقت و ہمت تم رکھتی ہو وہ کس میں ہے؟ اُمّ عمارہ نے

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے کہ میں جنت میں آپ ﷺ کے رفیقوں میں سے اہلِ بیت کے ساتھ ہوں، حضور ﷺ نے اُن کے حق میں، اُن کے فرزندوں اور شوہر کے حق میں دعا فرمائی کہ (اے خدا ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا) [۹] سبحان اللہ کیا مقام ہے ان بی بی اور انکے جاں نثار گھرانے کا۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے عورت کو ہر حیثیت سے عزت اور بلند مقام عطا کیا کیونکہ عورت اسلامی معاشرے کا ایک اہم اور بنیادی حصہ ہے جو معاشرے کی ترقی میں منفرد انداز سے اہم کردار ادا کرتے ہوئے بہترین نسل کو پروان چڑھاسکتی ہے کیونکہ نسل کی بہترین تعلیم وتربیت ہی اصل میں اسلامی معاشرے کے امن و سکون کی ضمانت ہے، نہ صرف نسلوں کو بہترین طرز پر پروان چڑھاسکتی ہے بلکہ معاشی ومعاشرتی، علمی ومذہبی اور عملی میدانوں میں بھی اپنی جائز حدود میں رہتے ہوئے (جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے متعین کی ہیں) ترقی اور سلامتی کی ضامن ہوسکتی ہے اور ناگزیر حالات میں مردوں کے شانہ بشانہ معرکہ آرائی میں بھی ساتھ دے سکتی ہے۔ مذکورہ بالا صحابیات کے کارنامے کو بتانے کا خاص مقصد یہ ہے کہ خواتین ان صحابیات کی سیرت کا مطالعہ کر کے بلخصوص ان کی علمی، مذہبی، معاشرتی اور عملی کارناموں کا مطالعہ کر کے اپنے لیے صحیح راہیں متعین کریں اور غور کریں اپنی زندگی پر کہ وہ آج کس مقام پر ہیں؟

حوالہ جات

۱۔ شفیع، مفتی محمد (۱۳۹۳ء) معارف القرآن: سورۃ الاحزاب: ۳۳، کراچی، ادارۃ المعارف

۲۔ ابوشقہ، عبدالحلیم (۲۰۰۷ء) عورت عہدِ رسالت میں، کراچی، نشریاتِ اردو بازار، صفحہ: ۳

۳۔ شفیع، مفتی محمد (۱۳۹۳ء) معارف القرآن: سورۃ الاحزاب: ۵۹، کراچی، ادارۃ المعارف

۴۔ احمد، ابوالفضل (۲۰۰۰ء) خواتین کا اسلامی انسائیکلوپیڈیا، کراچی، اسلامیکا فاؤنڈیشن، صفحہ: ۳۵۳

۵۔ ندوی، مولانا سعید انصاری رندوی، مولانا عبدالسلام (۲۰۰۰ء) سیدالصحابیات، کراچی، دارُالاشاعت، صفحہ: ۱۰۵

۶۔ البصری، محمد بن سعد (۱۹۷۲ء) طبقاتِ ابن سعد، جلد: ۸، کراچی نفیس اکیڈمی، صفحہ: ۶۱

۷۔ البصری، محمد بن سعد (۱۹۷۲ء) طبقاتِ ابن سعد، جلد: ۸، کراچی نفیس اکیڈمی، صفحہ: ۶۲

۸۔ الہاشمی، طالب (س۔ن) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ: ۱۲۴

۹۔ ایضاً

۱۰۔ البصری، محمد بن سعد (۱۹۷۲ء) طبقاتِ ابن سعد، جلد:۸، کراچی، نفیس اکیڈمی، صفحہ:۳۴۱

۱۱۔ الہاشمی، طالب (س۔ن) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ:۳۴۶

۱۲۔ الہاشمی، طالب (س۔ن) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ:۳۴۹، ۳۵۰

۱۳۔ ندوی، مولانا سعید انصاری (۲۰۰۰ء) سیدالصحابیات، کراچی، دارُالاشاعت، صفحہ:۱۶۵

۱۴۔ الہاشمی، طالب (س۔ن) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ:۳۵۰

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ البصری، محمد بن سعد (۱۹۷۲ء) طبقاتِ ابن سعد، جلد:۸، کراچی، نفیس اکیڈمی، صفحہ:۴۵۲

۱۷۔ ندوی، مولانا سعید انصاری (۲۰۰۰ء) سیدالصحابیات، کراچی، دارالاشاعت، صفحہ:۱۱۹

۱۸۔ البصری، محمد بن سعد (۱۹۷۲ء) طبقات ابن سعد، جلد:۸، کراچی، نفیس اکیڈمی، صفحہ:۴۵۲

۱۹۔ ندوی، مولانا سعید انصاری (۲۰۰۰ء) سیدالصحابیات، کراچی، دارالاشاعت، صفحہ:۱۲۰

۲۰۔ قشیری، امام مسلم بن الحجاج مسلم (س۔ن) صحیح مسلم شریف، کراچی، محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل، صفحہ:۱۰۳

۲۱۔ البصری، محمد بن سعد (۱۹۷۲ء) طبقاتِ ابن سعد، جلد:۸، کراچی، نفیس اکیڈمی، صفحہ:۴۵۲

۲۲۔ الہاشمی، طالب (س۔ن) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ:۴۳۷، ۴۳۸

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ قشیری، امام مسلم بن الحجاج مسلم (س۔ن) صحیح مسلم شریف، جلد:۲، کراچی، محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل، صفحہ:۳۴۲

۲۷۔ الہاشمی، طالب (س۔ن) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادرۃ الحسنات، صفحہ:۴۴۴

۲۸۔ البصری، محمد بن سعد (۱۹۷۲ء) طبقات ابن سعد، جلد:۸، کراچی، نفیس اکیڈمی، صفحہ:۴۷۶

۲۹۔ الہاشمی، طالب (س۔ن) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ:۴۰۱

۳۰۔ ندوی، مولانا سعید انصاری (۲۰۰۰ء) سیدالصحابیات، کراچی، دارالاشاعت، صفحہ:۱۲۸

۳۱۔ ایضاً
۳۲۔ البصری، محمد بن سعد (۱۹۷۲ء) طبقاتِ ابن سعد، جلد:۸، کراچی، نفیس اکیڈمی، صفحہ: ۴۷۰
۳۳۔ الہاشمی، طالب (س۔ن) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ: ۴۲۶
۳۴۔ ایضاً
۳۵۔ ایضاً
۳۶۔ الہاشمی، طالب (س۔ن) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ: ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۷
۳۷۔ الہاشمی، طالب (س۔ن) تذکارِ صحابیات، لاہور، ادارۃ الحسنات، صفحہ: ۴۲۶
۳۸۔ تبریزی، شیخ ولی الدین عمری (س۔ن) اسماء الرجال، کراچی، مکتبہ خیر کثیر، صفحہ: ۲۸
۳۹۔ البصری، محمد بن سعد (۱۹۷۲ء) طبقات ابن سعد، جلد:۸، کراچی، نفیس اکیڈمی، صفحہ: ۴۴۳
۴۰۔ شیخ، علامہ عبدالحق محدث دہلوی (س۔ن) مدارج النبوت، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، صفحہ: ۲۱۹، ۲۲۰

شائستہ کفیل بحیثیت لیکچرار بحریہ فاؤنڈیشن کالج، ناظم آباد میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔